رسول اکرمؐ کی معاشی تعلیمات پر ایک نظر

خالد علوی

رسول اکرم ﷺ کی بعثت تاریخ انسانی کا ایک انقلاب آفرین واقعہ ہے۔ یہ انقلاب ہمہ گیر و ہمہ پہلو ہے ۔ آپ نے حیات انسانی کے ہر شعبے میں اصلاح و تطہیر کا پروگرام دیا ۔ انفرادی سیرت کی پختگی ، اجتماعی زندگی کا استحکام ، سیاسی اداروں کا استقلال اور معاشی جدوجہد کی پاکیزگی کے اصول و ضوابط آپ کی سیرت و تعلیمات میں دیکھے جا سکتے ہیں ۔ نبی کریمؐ کی سیرت و تعلیمات کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ حیات انسانی ایک کل ہے جسے ٹکڑوں میں تقسیم کر کے الگ الگ نہیں زیر بحث لایا جا سکتا ۔ دور حاضر کے معاشی نظاموں اور فلسفوں کی یہی خرابی ہے کہ انہیں زندگی کی بنیادی قدروں سے علیحدہ کر کے بیان کیا جاتا ہے۔آنحضور ﷺ نے معاشی زندگی کے بارے میں جو اصول و قواعد عطا کئے ہیں وہ ایک مکمل نظام معیشت کی تشکیل و تنفیذ کے لئے بہترین اساس فراہم کرتے ہیں ۔ اس وقت ان تمام اصولوں کا ذکر مقصود نہیں صرف ایک پہلو پر توجہ مرکوز کی جائے گی اور وہ ہے معاشی جدوجہد کی پاکیزگی ۔

معاشی جدوجہد میں سب سے اہم بات وسائل معیشت کا حصول ہے صرف دولت اور تقسیم دولت گو ایک اعتبار سے پیدائش دولت سے متعلق ہیں لیکن اس جدوجہد کی حقیقی بنیاد پیدائش دولت یا وسائل دولت کا حصول ہے ۔ رسول اللہ صلعم نے ربانی رہنمائی میں وہ اصول طے کر دیئے جن پر ساری معاشی جدوجہد کی تنظیم ہوتی ہے ہم اسے قرآن پاک کی ان نصوص سے شروع کرتے ہیں ۔ ارشاد خداوندی ہے ۔

و لا تمدن عینیک الی ما متعنابه ازواجاً منهم زهرة الحیوة الدنیا لنفتنهم فیه

و رزق ربک خیراً و ابقی ۔ (۱)

"اور نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو دنیوی زندگی کی اس شان و شوکت کو جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو دے رکھی ہے وہ تو ہم نے انھیں آزمائش میں ڈالنے کیلئے دی ہے ۔ اور تیرے رب کا دیا ہوا رزق حلال ہی بہتر ہے اور پائندہ تر ہے ۔"

رزق کا ترجمہ ہم نے رزق حلال کیا ہے ، کیونکہ اللہ نے کہیں بھی حرام مال کو رزق رب سے تعبیر نہیں فرمایا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ تمہارا اور تمہارے ساتھی اہل ایمان کا یہ کام نہیں ہے کہ یہ فساق و فجار ناجائز طریقوں سے دولت سمیٹ کر اپنی زندگی میں جو ظاہری چمک دمک پیدا کر لیتے ہیں ، اس کو تم لوگ رشک کی نگاہ سے نہ دیکھو ۔ یہ دولت اور یہ شان و شوکت تمہارے لئے ہرگز قابل رشک نہیں ہے ۔ جو پاک رزق تم جائز ذرائع سے کماتے ہو وہ خواہ کتنا ہی تھوڑا ہو ، راست باز اور ایماندار آدمیوں کیلئے وہی بہتر ہے اور اس میں وہ بھلائی ہے جو دنیا سے آخرت تک برقرار رہنے والی ہے (۲) ۔

واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب (۳)

اللہ جسے چاہتا ہے بےحساب دیتا ہے ۔

ویکأنّ اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ و یقدر (۴)

افسوس ہم بھول گئے تھے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے کشادہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے ۔

یعنی اللہ کی طرف سے رزق کی کشادگی یا تنگی جو کچھ بھی ہوتی ہے اسکی مشیت کی بناء پر ہوتی ہے اور اسکی مشیت میں اسکی کچھ دوسری مصلحتیں کار فرما ہوتی ہیں ۔ کسی کو زیادہ رزق دینے کے معنی لازماً یہی نہیں ہیں کہ اللہ اس سے بہت خوش ہے اور اسے انعام دے رہا ہے۔ بسا اوقات ایک شخص اللہ کا نہایت مغضوب ہوتا ہے مگر وہ اسے دولت عطا کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ آخر کار یہی دولت اس کے اوپر اللہ کا سخت عذاب لے آتی ہے اس کے برعکس اگر کسی کا رزق تنگ ہے تو اس کے معنی لازماً یہی نہیں ہیں کہ اللہ اس سے ناراض ہے اور اسے سزا دے رہا ہے۔ اکثر نیک لوگوں پر تنگی اس کے باوجود رہتی ہے کہ وہ اللہ کے محبوب ہوتے ہیں

بلکه بارھا یہی تنگی ان کیلئے خدا کی رحمت ہوتی ہے ۔ اس حقیقت کو نہ سمجھنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی ان لوگوں کی خوشحالی کو رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو دراصل خدا کے غضب کے مستحق ہوتے ہیں (۵) ۔

رزق کی کمی بیشی کے اس تصور سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں کہ انسان کو معاشی جدوجہد ترک کر دینی چاہئیے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۃ اور آپ کی تعلیمات ہمیں بھر پور معاشی جدوجہد کی طرف دعوت دیتی ہیں ۔ آپ کو قبل از نبوت فکر معاشی ہوئی تو آپ نے شغل تجارت اختیار فرمایا ، متعدد تجارتی سفر کئے (٦) جن میں شام ، بصرہ اور یمن کے سفر مشہور ہیں ۔ عرب میں مختلف مقامات پر جو بازار قائم تھے ۔ جباشہ کا ذکر ابن سید الناس نے کیا ہے (۷) ۔ نبی اکرمؐ کی اخلاقی شہرت کی وجہ سے حضرت خدیجہؓ نے آپ کو شراکت پر تجارتی کام کے لئے آمادہ کیا اور آپ کو بیرون ملک اسفار پر بھیجا ۔ حدیث و سیرت کی کتابوں میں ان سفروں کی تفصیلات موجود ہیں (۸) ۔ آپ نے بطور تاجر اندرون ملک اور بیرون ملک کام کیا ، شراکت بھی کی اور مختلف لوگوں سے کاروباری معاملات بھی کئے (۹) اس طرح اعلان نبوت سے پہلے آپ کی حیات طیبہ میں ایک بھرپور معاشی جدوجہد نظر آتی ہے ۔ فرائض نبوت کے باعث آپ کو ہمہ وقتی کارکن کے طور پر کام کرنا پڑا اور معاشی جدوجہد کیلئے وقت میسر نہ آیا ۔ آپ کے عمل اور ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ وسائل رزق کے حصول کے لئے پوری جدوجہد کرنی چاہئیے اور دوسروں پر بوجھ نہیں بننا چاہئیے ۔ کتب حدیث میں حضور اکرمؐ کے وہ ارشادات موجود ہیں جن میں اس طرز عمل کی مذمت کی گئی ہے جس سے انسان معاشی تگ و دو کی بجائے دوسروں کی امداد پر گذر بسر کرنے کا عادی ہو جاتا ہے ۔ پیشہ ور سائلوں کے بارے میں عبداللہ بن عمر کی بروایت یہ الفاظ منقول ہیں ۔

قال رسول اللہ ما یزال الرجل یسئال الناس حتی یاتی یوم القیامہ لیس فی وجهه مضغة لحم ۔ متفق لیہ (۱۰) ۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ ایک شخص سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کو اس طرح آئے گا کہ اسکے چہرے پر گوشت کا کوئی حصہ نہیں ہو گا ۔

معاشی کفالت کے لئے سوال کرنے والوں کے بارے میں حضور کا طرز عمل اسی انصاری کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے جسے ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے ۔ اس واقعہ سے جہاں سوال کے بارے میں منشاء نبوت کا پتہ چلتا ہے وہاں معاشی جدوجہد کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے ۔

عن انس ان رجلاً من الانصاراتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسئالہ فقال اما فی بیتک شی فقال بلی حلس نلبس بعضۃ ونبسط بعضہ وقعب نشرب فیہ من الماء قال ائتنی بھما فاتاہ بھما فاخذھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ وقال من یشتری ھذین قال رجل انا اخذھما بدرھم قال من یزید علی درھم مرتین او ثلاثا قال رجل انا اخذھما بدرھمین فاعطاھما ایاہ فاخذ درھمین فاعطاھما الانصاری وقال اشتر باحدھما طعاما فانبذہ الی اھلک واشتر بالاخر قدوما فائتنی بہ فاتاہ بہ فشد فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عودا بیدہ ثم قال اذھب فاحتطب وبع ولا ارینک خمسۃ عشر یوما فذھب الرجل یحتطب و یبیع فجاءہ وقد اصاب عشرۃ دراھم فاشتری ببعضھا ثوبا و ببعضھا طعاماً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا خیریک من ان تجئی المسئلۃ نکتۃ فی وجھک یوم القیمۃ ان المسئلۃ لاتصلح الا لثلثۃ لذی فقر موقع او لذی غرم مقطع او لذی دم موجع .

انس سے یہ روایت ہے کہ ایک انصاری نبیؐ کے پاس آیا ۔ وہ آپ سے سوال کرتا تھا ۔ آپ نے فرمایا تیرے گھر میں کوئی چیز ہے ؟ ۔ کہا ہاں ٹاٹ ہے اس کا کچھ حصہ ہم پہنتے ہیں اور کچھ بچھاتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں آپ نے فرمایا دونوں چیزیں میرے پاس لاؤ ۔ وہ دونوں چیزیں آپ کے پاس لے آیا ۔ رسول اللہؐ نے ان کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا ان دونوں کو کون خریدتا ہے ۔ ایک آدمی نے کہا میں یہ دونوں ایک درہم میں خریدتا ہوں ۔ آپ نے فرمایا ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے ۔ دو یا تین مرتبہ اس طرح فرمایا ۔ ایک آدمی نے کہا میں دو درہم دیتا ہوں ۔ آپ نے دونوں اسکو دے دیں اور اس سے دو درہم لے لئے اور انصاری کو دیکر فرمایا ایک درہم کا کھانا وغیرہ خرید لو اور اپنے گھر والوں کو دیدو اور دوسرے درہم کا تیشہ خرید کر میرے پاس لاؤ ۔ وہ لایا تو رسول اللہؐ نے اپنے دست مبارک سے اس میں لکڑی ٹھونک دی اور فرمایا جاؤ لکڑیاں جا کر

بیچا کرو۔ میں پندرہ دن تمہیں نہ دیکھوں۔ وہ آدمی گیا ، لکڑیاں لاتا ، انکو بیچتا ۔ اسکو دس درہم ملے ، اس نے چند درھم کا کپڑا خریدا اور کچھ کھانا خریدا ۔ رسول اللہ نے فرمایا یہ تیرے لئے بہتر ھے اس بات سے کہ قیامت کے دن سوال تیرے چہرے پر برا نشان ہو۔ سوال کرنا ، تین شخصوں کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں ۔ایسا محتاج جسکی بیچارگی نے اسے زمین پر ڈال رکھا ہو ، ایسا شخص جس کے ذمہ بھاری قرض ھے جسے وہ اتار نہیں سکتا یا خون والے کے لئے جو مجرم بن جائے ۔

جس طرح معاشی جدوجہد فرد کی عزت نفس کی محافظ ھے اسی طرح قوموں کی بھی کیونکہ دست سوال دراز کرنے سے انسان کی آبرو ختم ہو جاتی ھے اور ذلت و رسوائی اسکا مقدر بن جاتی ھے ۔ حضورؐ نے خود بھی محنت کی اور مسلمانوں کو بھی محنت پر آمادہ کیا تاکہ معاشی خوشحالی میسر آ سکے ۔ دوسری اہم بات جس کی طرف آپ نے توجہ دلائی وہ معاشی جدوجہد کی پاکیزگی ھے ۔ آپ نے اسی خواھش کا اظہار کیا کہ انسان تمام معاشی سرگرمیوں میں پاک اور ناپاک کا امتیاز کرے ، جائز و ناجائز کا فرق کرے ، تمتع اور انتفاع صرف حلال و طیب تک محدود رکھے اور اسی میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے ۔ (۱۲) ۔ آپ اپنی عملی زندگی میں کسی ایسے فعل کے مرتکب نہیں ہوئے جو غیر پاکیزہ ہو ۔ اپنے کاروباری ایام میں صداقت ، امانت ، اور ایفاء عہد کی مثالیں قائم کیں ۔ نبوت سے پہلے جن لوگوں سے تجارت میں آپ کا سابقہ تھا وہ اسکے شاھد ھیں ۔ سائب جب مسلمان ھو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو لوگوں نے ان کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا ، " انی اعلکم یتی بہ ، " میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں ۔ اس پر سائب نے کہا ، " صدقت بابی و امی کنت شریکی فنعم الشریک کنت لا تداری ولا تماری ، " (۱۳) ۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں ، آپ نے سچ کہا ۔ آپ میرے شریک تجارت تھے کتنے اچھے شریک تھے ، نہ کھینچا تانی کرتے اور نہ جھگڑا کرتے ۔ ایک اور صحابی قیس بن سائب بھی آپ کے شریک تجارت تھے اور وہ بھی انہی الفاظ میں آپ کے حسن معاملہ کی شہادت دیتے ھیں ۔ (۱۴) ۔ آپ کی دیانت و امانت تو ایک مسلمہ حقیقت تھی ۔ حجر اسود کے مسئلہ پر حضور کو دیکھتے ھی جو آواز

اٹھی وہ الصادق' الامین کی تھی ۔ (۱۵) حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ اپنے ہر خطبے میں فرمایا کرتے تھے ۔

لا دین لمن لا عہد لہ (۱٦)) ۔ جس میں عہد نہیں اس میں ایمان نہیں ۔ ،

آپ نے اپنے متبعین کو حلال و حرام کے امتیاز کا شعور عطا کیا قرآنی آیات اور نبوی احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان اپنی معاشی جدوجہد میں حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر نہیں چل سکتا ۔ یہی ایک بنیادی فرق ہے جو ایک مسلم اور غیر مسلم کی معاشی سرگرمیوں کو الگ کرتا ہے ۔ ارشاد باری تعالی ہے ۔

یا ایھا الذین آمنو لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ولاتقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما (۱۷)

"اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ باھمی رضامندی سے تجارت کا معاملہ ہو ۔ اور نہ قتل کرو اپنی جانوں کو ۔ بے شک اللہ تمہارے ساتھ رحم کا برتاؤ کرنے والا ہے ۔

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل تدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون ۔ (۱۸)

اور آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ اور نہ ان کو حکام کے سامنے پیش کرو تاکہ کھا جاؤ جانتے بوجھتے لوگوں کے مال گناہ کے ساتھ ۔

حکام کے سامنے پیش کرنے سے مراد دوسرے کے مال کی ملکیت کا جھوٹا دعوی لیکر حاکموں کے پاس جانا بھی ہے اور حکام کو رشوت دے کر دوسرے کی ملکیت پر غاصبانہ قبضہ کرنا بھی ۔ (۱۹) ۔ جس طرح قرآن پاک نے کسب حرام کے ذرائع واضح کر دیئے اسی طرح رسول اللہ نے مال حرام کی وہ تمام تفاصیل بیان فرما دیں جو مسلمان کی معاشی جدوجہد کو ناپاک کر دیتی ہیں ۔ مثلاً آپ نے تجارت کے وہ تمام طریقے ممنوع قرار دیئے جن میں فریب اور دروغ کا عنصر شامل ہے ۔

عن ابی ہریرۃ قال نہی رسول اللہ عن بیع الحصاۃ و بیع الغرر (رواہ مسلم) (۲۰) ۔

رسول اللہ نے فریب کے معاملہ کو بھی حرام قرار دیا اور کنکر پھینک کر کسی شے کی خریداری کو بھی ۔

عن واثلہ بنی الا سقع قال سمعت رسول اللہ یقول ، من باع عیباً لم ینبه لـــم یزل فی مقت اللہ اور لم تزل الملائکة تلعنه (ابن ماجه) (۲۱)
واثلہ بن اسقع یہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ســنا کہ جو شخص عیب دار چیز کو بیچے اور اسکے عیب کو ظاہر نہ کرے ، وہ ہمیشہ غضب الٰہی کا شکار رہتا ہے اور فرشتے ہمیشہ اس پر لعـــنت بھیجتے ہیں ۔

معاشی جدوجہد میں ایسا کاروبار ممنوع قرار دیا جو احکام اسلامی کے مطابق نہیں ، مثلاً شراب ، خنزیر اور بت وغیرہ ۔ جابر کہتے ہیں ۔

انه سمع رسول اللہ ویقول عام الفتح وهو بمكـة ، ان اللہ و رسوله حرم بيع الخمر والميتة و الخنزير و الاضـام فقيل يا رسول اللہ ارائت شحـــوم فانها تطلى بهـا السفن وبدهن بهما الجلود ، يستصبح) الناس تقال لا هو حـرام يثـم قال عند ذالک قاتل اللہ اليهود ان اللہ لما حرم شحومها اجملوه ثم باعوه فاكلوا ثمنه ، متفق علیه (۲۲) ۔

انہوں نے رسول اللہ کو فتح کے سال جب وہ مکہ میں تھے یہ کہتے سنا کہ اللہ اور اسکے رسول نے شراب مردار ، سؤر اور بتوں کا بیچنا حرام قرار دیا ہے ۔ سوال کیا گیا کہ مردار کی چربی کے بارے میں کیا رائے ہے ۔ وہ کشتیوں پر ملی جاتی ہے اور چمڑوں کو اس سے چکنا کیا جاتا ہے ۔ اور لوگ اس سے روشنی کـــرتے ہیں ، آپ نے فرمایا اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں وہ حرام ہے ۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا ، اللہ تعالی یہود پر لعنت کرے ، جب اللہ تعالی نے مردار کی چربی کو حرام قرار دیا تو چربی پگھلاتے ، بیچ ڈالتے اور اسکی قیمت کھا جاتے ۔

کاروبار کے کچھ ایسے طریقے بھی ہیں جـــو اسے غیر اســـلامی اور غیر انســـانی بنـــا دیتے ہیں ، شریعت میں اسے فـــاسد کا نام دیا گیا ہے ۔ تجارت میں جھوٹ ، ناپ تول کی کمی بیشی ، دھوکہ و فریب ، سود‘ بد دیانتی ، ذخیرہ اندوزی ، نفع خوری وغیرہ کی تمـــام صورتوں کو ناجائز قرار دیا ۔ اور مسلمانوں کو یہ حـــکم دیا کہ وہ اپنے کاروبار کو ان امـــور سے پاک رکھیں ۔ حضورؐ کے ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ تجارت کی راستی اور پاکیزگی کی طرف آپ خصوصی توجہ فرمـــاتے ۔ باوجود یکـــہ آپ کے نزدیک بازار ایک اچھی جگہ نہ

تھی (۲۳) ۔ لیکن آپ وھاں تشریف لے جاتے اور غلے اور دیگر مال کا معائنہ فرماتے تاکہ مسلمانوں کی مارکیٹ میں دھوکہ بازی ، اور بد دیانتی نہ ھو ۔ معاشی معاملات میں پاکیزگی کے لئے جھوٹی قسموں سے منع فرمایا ۔

عن ابی قتادہ قال رسول اللہ ، ایاکم و کثرۃ الحلف فی البیع فانہ ینفق ثم یمحق (رواہ مسلم (۲۴)

ابو قتادہ کہتے ھیں رسول اللہ نے فرمایا کہ تمھیں خرید و فروخت میں زیادہ قسموں سے بچنا چاھئیے کیونکہ ایسا شخص ایک طرف خرچ کرتا ھے تو دوسری طرف مٹا دیتا ھے ۔

اسی طرح آپ نے احتکار و اکتناز سے منع فرمایا ۔ احتکار کے معنی یہ ھیں کہ غلہ اور دوسری اشیاء ، محصور و محدود کر لی جائیں اور پورا معاشرہ اس سے استفادہ نہ کر سکے ۔ اور اکتناز کے معنی یہ ھیں کہ دولت کے عظیم الشان خزانے افراد کے پاس جمع ھو جائیں اور اسکی تقسیم و گردش کی کوئی سبیل نہ ھو ۔ آپ نے ان دونوں کے خلاف پابندی عائد کی ۔

عن عمر ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ، الجالب مرزوق والمحتکر ملعون (۲۵)

حضرت عمر کہتے ھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تاجر کو خدا کی طرف سے رزق دیا جاتا ھے اور غلہ کو گرانی سے روکنے اور بند کرنے والا ملعون ھے ۔

عن ابن عمر ، قال رسول اللہ ، من احتکر طعاماً اربعین یوم یرید بہ الغلاء فقد برئی من اللہ و بری اللہ منہ (۲٦) ۔

ابن عمر کہتے ھیں کہ نبی کا ارشاد ھے کہ جو شخص گرانی کے خیال سے غلہ کو چالیس دن بند رکھے ، اس نے اللہ کے عہد کو توڑا اور اللہ بھی اس سے بیزار ھو گیا ۔

قرآن پاک میں اکتناز پر جامع تبصرہ کیا گیا ھے ۔

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولاینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم ، یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھاجباھھم و جنوبھم و ظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ۔ (۲۷) ۔

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ھیں اور اسکو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ۔ آپ ان کو درد ناک عذاب کی خبر دیں جس

دن اس مال کو جنھم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور پھر اسکے ساتھ انکی پیشانیاں ، اور انکے پہلو اور انکی پیٹھیں داغی جائیں گی۔
یہ وہ ھے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو اسکا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے ۔

معاشی جدوجہد کی پاکیزگی کے لئے آپ نے وہ تمام راستے مسدود کئے جن سے حرام مال آ سکتا ھے ۔ رشوت لینے والے کو ملعون قرار دیا ، سودی کاروبار کو ممنوع ٹھہرایا اور ظلم و استحصال کے ذرائع بند کئے اور قناعت کا درس دیا تاکہ ناجائز ذرائع سے دولت حاصل کرنے کا جذبہ نہ پروان چڑھے ۔ آپ نے جس معیار زندگی کو اختیار کیا وہ پوری مسلم ملت کے لئے نمونہ کی حیثیت رکھتا ھے ۔ کتب سیرت و حدیث حیات طیبہ کے اسی پہلو کی تفصیلات سے بھری پڑی ھیں ۔ اس وقت صرف ایک دو حدیثیں پیش خدمت ھیں ۔ تاکہ آپ کی طرز زندگی کی جھلک دیکھ سکیں ۔

عن عائشه قالت ما شبع آل محمد منذ قدم المدینه من طعام بثلاث لیال تباعاً حتی قبض ۔ (۲۸)

حضرت عائشہ فرماتی ھیں کہ آپ جب سے مدینہ تشریف لائے ، آل محمد نے سیر ہو کر متواتر تین راتیں کھانا نہیں کھایا حتی کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے ۔

عن عائشه قالت کان یاتی علینا الشهر مانوقد فیه ناراً انما هو التمر والماء الا ان نوتی باللحم (۲۹)

حضرت عائشہ فرماتی ھیں کہ ھم پر ایسے مہینے بھی گذرے کہ ھم نے اس میں آگ تک نہ جلائی ، صرف کھجور اور پانی پر گذر ہوئی سوائے اسکے کہ ھمیں گوشت مہیا ھوتا ۔

آپ نے اپنے خاندان والوں کے لئے صدقہ حرام قرار دیا تھا (۳۰) ۔ صرف ھدیہ قبول فرماتے ۔ لیکن ھدیہ کے بارے میں بھی رویہ یہ تھا کہ ھدایا باھمی طور پر ھوں ۔ آپ کا ارشاد ھے ۔

„ تهادوا فان الهدیة تذهب الضغائن (۳۱) ، "

باھم ایک دوسرے کو ھدیہ بھیجو کیونکہ یہ دلوں کے بغض دور کرتا ھے ۔

یہ معیار اگرچہ پیغمبرانہ زندگی کا اونچا نمونہ جس پر پورا اترنا ھر ایک کے بس کی بات نہ ھو لیکن یہ تو ھو سکتا ھے کہ حب دنیا اور ھوس زر کے نتیجے

میں حلال و حرام کی تمیز مٹا دینے والی سرگرمیاں رک جائیں ۔

معاشی جدوجہد کی پاکیزگی میں مثبت طـور پر جو که چیز اهم کردار ادا کرتی هے وہ رزق حـلال کی طلب اور اسکے حصـول کی کوشش هے ۔ رسـول اللہ رزق حـلال کی برکات اور اسکی ضـرورت و اهمیت کو جس طرح بیـان فرمایا وہ معاشی جـدوجهد کی پاکیزگی میں اسـاسی حیثیت رکھـتی هـیں ۔

حضور صلی اللہ علیه وسلم جس طرح کے افراد تیـار کرنا چاهتے تھے وہ اخـلاقی مزاج اور احساس کے حامل هوں اور جو معاشرہ تشکیل دینا چاهتے تھے وہ اللہ کے لئے اخلاص اور مخلوق کے لئے جذبه خـدمت پر مستحکم هو ۔ ان مقاصد کا حصـول رزق حلال کے بغیر ممکن نهیں ، یهی وجه هے که کتب حدیث میں رزق حلال (۳۲) کی اهمیت و فضیلت میں آپ کے کئی ارشادات موجود هیں ۔ مثلاً

عن ابی هریرہ قال قال رسول اللہ ۔ ان اللہ طیب لا یقبـل الا طیبـاً و ان اللہ امر المومنین بما امر به المرسلین ۔ فقال یا یها الرسل کلو ا من الطیبات و اعمـلوا صالحا ۔ و قال اللہ یـایهـا الذین آمنو کلوا من طیبات مارزقنکم ثم ذکر الرجل یطیل السفراشعث اغبـر ۔ یمدیدیه الی السماء یا رب ومطعمه حـرام و مشربه حـرام و ملبسه حرام و غذی بالحرام فانی یستجاب لـذلک (رواہ مسلم) (۳۳) ۔

ابو هریرہ کهتے هیں که رسـول اللہ نے فرمایا که اللہ تعالی پاک هے اور پاک چیزوں هی کو قبول کرتا هے اور خداوند تعالی نے مومنوں کو بهی اسی چیز کا حکم دیا هے جس کا حـکم اپنے رسـولوں کو دیا هے ۔ چنانچه فرمایا اے پیغمبرو ۔ پاک چیزیں کهاؤ اور نیک کام کرو اور فرمایا اے ایمان والو پاکیزہ چیزیں جو هم نے دی هیں کهاؤ ۔ پهـر آپ نے اس شخص کا تذکرہ کیا جو طویل سفر کرتا هے ۔ پر اگندہ حـال اور غبـار آلـودہ اپنے دونوں هاتهوں کو آسـمان کی طرف اٹهاتا هے اور کهتا هے ۔ اے پروردگار ۔ مجھے یه دے وہ دے حـالانکه اس کا کهانا حـرام ، اس کا پینا حرام ، اس کا لباس حـرام اور حـرام هـی میں اسکی پرورش هوئی پهر کیونکر اسکی دعا قبول کی جائے ۔

عن ابی بکر ان رسـول اللہ قال لا یدخل الجـنة جسد غذی بالحرام (۳۴)

حضرت ابو بکر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بدن نے حرام مال سے پرورش حاصل کی ہے وہ جنت میں داخل نہ ہو گا ۔

عن عبداللہ بن مسعود عن رسول اللہ قال لا یکسب عبدا مالاً فیصدق منه فیتقبل منه ولاینفق منه تبارک له فیه ولایترک خلف ظهره الا کان زاده الی النار ان اللہ لایمحو السئ بالسی ولکن یمحوا لسئی بالحسن ان الخبیث لا یمحوه الخبیث ـ (۳۵) ـ

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو بندہ حرام مال کمائے اور صدقہ کرے وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا ۔ اسی طرح وہ خرچ کرے تو اس میں برکت نہیں ہو گی اور جو کچھ حرام مال مرنے کے بعد چھوڑ جائے وہ اس کے لئے دوزخ کا توشہ ہو گا ۔ اللہ تعالی برائی سے برائی کو دور نہیں کرتا بلکہ برائی کو بھلائی سے دور کرتا ہے ناپاک مال ناپاکی کو دور نہیں کرتا ۔

عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ الحلال بین والحرام بین وبینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات استبرأ لدینه و عرضه ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام کا الراعی یری حول الحمی یوشک ان یوقع فیه الا وان لکل ملک حمیً ألا وان حمی اللہ محارمه ألا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وهی القلب ـ (۳٦)

نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر اور دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں بہت لوگ جانتے نہیں ـ جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنا دین بچا لیا اور اپنی آبرو کو محفوظ رکھا ، اور جو شخص مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہوا وہ حرام میں پڑا ، اسکی کیفیت اس چرواہے کی سی ہے جو چراگاہ کے کنارے اپنے جانوروں کو چرائے اور ہر وقت اس کا خطرہ رہے کہ کوئی جانور کھیت میں گھس جائے ـ خبردار کہ ہر بادشاہ کی ایک حد مقرر ہے اور خدا کی حد حرام چیزیں ہیں آگاہ رہو کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب تک یہ ٹھیک رہتا ہے سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا

ہے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے آگاہ رہو وہ دل ہے۔

قرآن و سنت میں حلال و حرام اور پاک و ناپاک کے متعلق تفصیلی ہدایات آئی ہیں اور تقریباً ان تمام امور کا احصا کیا گیا ہے جو کسی نہ کسی طرح انسان کی معاشی جدوجہد کا نتیجہ بنتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرے کی معاشی جدوجہد کو وہ حدوقیود عطا کیں جن سے پوری سرگرمی پاکیزہ اور طیب رہتی ہے۔ کیونکہ اسی سے عبادت موثر ہوتی ہے اور اسی سے انسان کا اخلاقی و روحانی مزاج مستحکم ہوتا ہے۔ معاشی جدوجہد کی پاکیزگی نہ صرف پورے نظام معیشت کو آلائیشوں سے پاک رکھتی ہے بلکہ پوری انفرادی و اجتماعی زندگی کو محمدی سیرت کے سانچے میں ڈھال دیتی ہے۔ غیر اسلامی معاشروں نے جو معاشی احکام و نظامات اپنائے ہیں ان کے باعث پوری انسانیت ظلم و استحصال کا شکار ہے اور چند افراد ابنائے آدم کا شکار کر رہے ہیں۔ اگر امت مسلمہ معاشی جدوجہد کی پاکیزگی کے تصور کو معاشی نظام کی اساس کے طور پر تسلیم کر کے زندگی بسر کرے اور خدا دشمن نظاموں کی پیروی سے اجتناب کرے تو عجب نہیں کہ اللہ تعالی اس امت کو زمین و آسمان کی تمام برکات سے نوازے۔

حوالہ جات

١۔ القرآن، ٢٠۔ ١٣١،
٢۔ تفہیم القرآن، ٣۔ ١٣٩
٣۔ القرآن۔ ٢٣ : ٣٨۔
۴۔ ایضاً، ٢٨، ٨٢
۵۔ تفہیم القرآن، ٣، ٣١٠۔ ٦٦٣
٦۔ زرقانی شرح مواهب، ١ : ٩٩۔ ابن سعد، ١ : ٨٢
٧۔ نور النبراس بحوالہ سیرہ النبی ١ : ١٩٨
٨۔ ابن سعد، ١ : ١٣۵، مواهب لدنیہ، ١ : ١٩۵ روض الانف، ١ : ١١٨۔
٩۔ ایضاً
١٠۔ مشکاۃ، کتاب الزکوۃ فمن لایحل لہ المسائلہ، ١٦٢، اسی مضمون کی اور روایات بھی منقول ہیں،

۱۱ ـ ایضاً ، ۱٦۳

۱۲ ـ اسی سلسلے میں مندرجه ذیل آیات پیش نظر رهنی چاهئیں ـ

قل من حرم زینة الله التی اخرج لعباده والطیبات من الرزق (الاعراف : ۳۲)

اے نبی ان سے پوچھو ، کس نے حرام کر دیا الله کی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ھے ـ

کلوا واشربوا ولا تسرفوا انه لا یحب المسرفین ـ (الاعراف ، ۳۱)

کھاؤ پیو اور حد سے نه گذرو ، الله تعالی حد سے گذرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ـ

ورهبانیة ابتدعوها ما کتبنا ها علیهم الا ابتغاء رضوان الله فما رعو ها حق رعایتها ـ (الحدید ۲۷) ـ

اور رهبانیت انهوں نے (یعنی عیسی ابن مـریم) کے پیروؤں نے خـود ایجاد کر لی هم نے وه ان پر نہیں لکھی تھی ، مگر صرف الله کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوششیں (ان پر لازم کی تھیں) پس انهوں نے اس کا لحاظ نه کیا جیسا که اس کا حق تھا ـ

۱۳ ـ مشکاة ابوداؤد ، کتاب الادب ، باب فی کراهیة المراء ۳ ، ۳۱۰ ـ

۱۴ ـ ایضاً ـ

۱۵ ـ ابن سعد ، ۱ ، ۱۳٦ ـ ، ابن هشام ، ۱ : ۲۰۹ ، ـ

۱٦ ـ مسند احمد ، حدیث نمبر ۱۳۵ ـ ، مشکاة کتاب الایمان ، ۱ : ۱۷ ـ

۱۷ ـ القرآن ۳ : ۲۹

۱۸ ـ القرآن ، ۲ ، ۱۸۸ ،

۱۹ ـ روح المعانی ، ۲ ، ٦۰ ، ـ

۲۰ ـ مشکاة کتاب البیوع فی الکسب الحلال ، ۲۳۱ ،

۲۱ ـ ایضاً .

۲۲ ـ ایضاً

۲۳ ـ مشکاة ، کتاب الصلوة ، باب المساجد و مواضع الصلوة ، ۱ : ۲۲۰ ـ

۲۴ ـ ایضاً ، کتاب البیوع ، باب المساهلة فی المعاملة ، ۲۴۳

۲۵ ـ ایضاً باب الاحتکار ، ۲۰۰ ، ـ

۲٦ ـ ایضاً ـ

۲۷ ـ القرآن ، التوبه ، ۳۳ ـ ۳۵

۲۸ ـ بخاری ، کتاب الرقاق ، باب کیف کان عیش النبی ، ۳ : ۸۷ ـ

۲۹ ـ ایضاً

۳۰ ـ ایضاً ، کتاب الصدقه ، باب مایذکر فی صدقة النبی ، ۵۵۷ ،

۳۱ ـ مشکاة ، باب العطایا ، ۲۱٦ ـ

۳۲ ۔ اس موضوع پر قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیات بھی لائق توجہ ہیں ۔
وکلوا مما رزقکم اللہ حلالاً طیباً واتقواللہ الذی انتم بہ مومنون ۔ (مائد ۔ ۸۸)
یایھا الذین آمنو اکلوا من طیبات ما رزقناکم (البقرہ ۔ ۱۷۲)
فکلوا مما غنمتم حلالاً طیباً (انفال ۔ ٦۹)
یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات و اعمـــلوا صالحا انی بماتعملون بہ علیم (المؤمنون)
اور اللہ کے دئے میں سے ستھری اور حلال چیزیں کھاؤ ، اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو ۔
اے مومنو : پاک چیزوں میں سے جـــو ہم نے تم کو دی ہیں
اور جو تم مال غنیمت لائے ہو اس میں سے حلال طیب کھاؤ ۔
اے پیغمبرو : پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو ، جو تم کرتے ہو وہ میں جانتا ہوں ۔

۳۳ ۔ مشکاۃ ، کتاب البیوع فی الکسب و طلب الحلال ، ۲۳۱ ،
۳۴ ۔ ایضاً ، ۔
۳۵ ۔ مشکاۃ کتاب البیوع باب فی الکسب و طلب الحلال ، ۲۳۱
۳٦ ۔ ایضاً ، ۲۳۳ ۔